

HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic & Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: <http://habibiaislamicus.com>

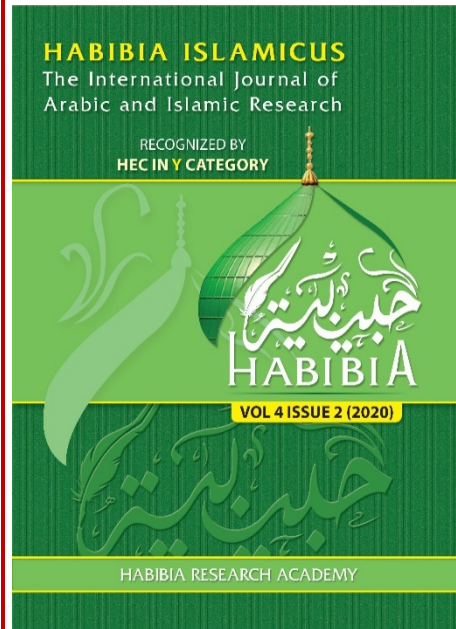
Approved by HEC in Y Category

Indexing: IRI (AIU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration
Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

AN ANALYTICAL STUDY ON THE DIVINE INJUNCTIONS OF JUDAISM, CHRISTIANITY, AND ISLAM REGARDING LAW OF INHERITANCE AND THE RIGHTS AND IMPORTANCE OF ULUL ARHAAM

اولوالارحام اور وراثت کی تقسیم کے اصول یہودیت، مسیحیت اور اسلامی تعلیمات کا جائزہ

AUTHORS:

1. NajmusSahar Ilyas, PhD Scholar, University of Karachi, Senior Lecturer BUCPT, Bahria University Medical & Dental College. Email: najmussahar2010@gmail.com
Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0001-7719-4323>
2. Dr. Nasiruddin, Chairman Department Usoohuddin, University of Karachi Email: nasiruddin@uok.edu.pk

HOW TO CITE: Ilyas, NajmusSahar, and Nasir uddin. 2021. "AN ANALYTICAL STUDY ON THE DIVINE INJUNCTIONS OF JUDAISM, CHRISTIANITY, AND ISLAM REGARDING LAW OF INHERITANCE AND THE RIGHTS AND IMPORTANCE OF ULUL ARHAAM: کی اولوالارحام اور وراثت کی تقسیم کے اصول یہودیت، مسیحیت اور اسلامی تعلیمات کا جائزہ". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 5 (2):149-59. <https://doi.org/10.47720/hi.2021.0502u11>.

URL: <http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/223>

Vol. 5, No.2 || April –June 2021 || P. 149-159

Published online: 2021-06-29

QR. Code



AN ANALYTICAL STUDY ON THE DIVINE INJUNCTIONS OF JUDAISM, CHRISTIANITY, AND ISLAM REGARDING LAW OF INHERITANCE AND THE RIGHTS AND IMPORTANCE OF ULUL ARHAAM

اولوالارحام اور وراثت کی تقسیم کے اصول یہودیت، مسیحیت اور اسلامی تعلیمات کا جائزہ

NajmusSahar Ilyas, Nasiruddin.

ABSTRACT

Inheritance law is a very important element in the teachings of Judaism, Christianity and Islam, through which a unique system of wealth distribution is created and the society is saved from falling into disarray. However, the books of the first two religions have been distorted with the passage of time. In addition, these religions do not provide details of the law of inheritance, but some of the doctrinal rules appear in the Old and New Testaments. In Islam, however, this law is contained in great detail in the Holy Qur'an. In this paper, the divine injunctions regarding Judaism, Christianity, and Islamic inheritance law have been analyzed through their religious books, as well as the importance of "Ulul Arhaam" (Blood Relatives) and their rights to inheritance in these religions are discussed.

KEYWORDS: Law of Inheritance, Inheritance, Judaism, Christianity, Islam.

یہودیت، مسیحیت اور اسلام کی تعلیمات میں قانون وراثت انتہائی اہم رکن کی حیثیت رکھتا ہے، اس قانون کے ذریعے تقسیم دولت کا ایک منفرد نظام وجود میں آتا ہے۔ اور معاشرہ انتشار کا شکار ہونے سے بچ جاتا ہے۔ تاہم اول الذکر مذاہب کی کتب میں گزرتے زمانے کے ساتھ تحریفات ہو چکی ہیں اس کے علاوہ ان مذاہب میں قانون وراثت کی تفصیل نہیں ملتی بلکہ کچھ اصولی احکامات عہد نامہ قدیم اور جدید میں نظر آتے ہیں۔ جبکہ اسلام میں یہ قانون بہت تفصیل کے ساتھ قرآن کریم میں موجود ہے۔ زیر نظر مقالے میں یہودیت، مسیحیت اور اسلام کے قانون وراثت سے متعلق الہی احکامات کو ان کی دینی کتب کے ذریعے بیان کر کے ان کا تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے، نیز ان مذاہب میں اولوالارحام کی اہمیت اور وراثت میں ان کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔

اولوالارحام کی لغوی تعریف: اولو-او-لو (ع) ماکان، قابضان، صاحبان۔ جیسے: اولوالابصار۔ صاحب بصیرت، دانا، سمجھدار لوگ، اولوالالباب۔ صاحبان عقل و خرد، شعور والے۔ اولوالامر، صاحبان علم، با اختیار لوگ اولوالعزم۔ صاحبان عزم و ارادہ، صاحب عزم، دل جلا، عالی حوصلہ، دل گردے کا، بہادر^(۱) رحم- (ع-ا-م) بچہ دان، گربھ، جمع ارحام رحم۔ بچہ دانی، قرابت، رشتہ داری کہا جاتا ہے۔ زوال رحم یعنی رشتہ دار۔ رشتہ دار (ف-ا-م) قریبی، اہل برادری، متعلقین، بھائی بند۔^(۲) اسکی جمع ہے ارحام۔ انگریزی زبان میں اسکا مترادف لفظ Relative یا Blood relative استعمال کیا جاتا ہے۔

According to Cambridge Dictionary: Relative is a noun which means: a number of your family, be somebody's own flesh and blood (idiom) for example :I don't have many blood relatives. Blood relative = People related to me by birth rather than by marriage. More examples :The children are being cared for by a relative .Relative (noun) Plural noun relatives(1) - A person connected by blood or marriage.

Synonyms: Relation, member of someone's/ the family, one's (own) flesh and blood, next of kin. For example: He is a relative of mine. Much of my time is spent visiting relatives.

According to Mariam Webster Dictionary:

Blood Relative's Definition: "Some who has the same parents or ancestors as another person? Your sister is your blood relative, but your brother-in-law is not."

قرآن میں رشتہ داروں کیلئے استعمال ہونے والے الفاظ

(۱) اقْرَبُونَ (۲) نَسَبٌ (۳) صَہْرٌ (۴) اولوالارحام (۵) اِلّٰل

(۱) اقْرَبُونَ: قَرَب کا مطلب ہے قریب ہونا یا قریبی ہونا۔ یہ لفظ وقت، فاصلہ، حیثیت، تعلقات میں سے کسی بھی سیاق و سباق میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اقرب زیادہ قریبی، زیادہ قریب ہونے کا اشارہ کرتا ہے۔ الفاظ اقربون، اقربین، ذاقربی اور دوی القربی خاص طور پر قریبی رشتہ داروں کے تناظر میں استعمال ہوتے ہیں۔ قریبی رشتہ داروں سے مراد وہ رشتے ہیں جن کیلئے اللہ نے وراثت میں ایک حصہ خود مقرر کیا ہے جیسے اولاد، والدین، بھائی بہن، شوہر اور بیوی وغیرہ۔ سورۃ النساء آیت ۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا^(۳)

(۲) نَسَبٌ: نَسَب سے مراد نصب کو جاننا یا اسکے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔

اِسْتَنْسَبَ: نسب سے متعلق پوچھ گچھ کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نَسَب اور انساب رشتہ، تعلق کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نسبی قوانین کے مطابق نسب کا لفظ صرف والد کے رشتہ داروں کا حوالہ دینے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ امام راغب کے مطابق نسب کا لفظ والدین میں سے ماں باپ دونوں کے رشتہ داروں کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ماں کے رشتہ دار یعنی نانا، نانی، ماموں، خالہ یا باپ کے رشتہ دار یعنی دادا، دادی، پھوپھی، چاچا وغیرہ۔ سورۃ المؤمنون کی آیت ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ^(۴)

(۳) صَہْرٌ: اس لفظ کا اطلاق ان رشتہ داروں پر ہوتا ہے جو رشتہ ازدواج کے قائم ہونے کے بعد وجود میں آتے ہیں۔ بیوی کیلئے شوہر کے رشتہ دار اور شوہر کیلئے بیوی کے رشتہ دار اس تعریف کے تحت آتے ہیں۔ عرف عام میں سسرالی رشتہ داروں کو صہر کہا جاتا ہے۔ سورۃ الفرقان کی

آیت ۵۴ میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا^(۵)

(۴) اولوالارحام: لغوی اعتبار سے اس سے مراد ایسے رشتہ دار ہیں جن سے رشتہ رحم کا یا پیدا نشی ہو۔ اس میں ماں اور باپ دونوں کی طرف سے تمام خونی رشتہ دار شامل ہوں: سورۃ الانفال آیت ۷۵ میں اللہ کا ارشاد ہے: وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ^(۶)

(۵) اِل: اکثر اس کا ترجمہ قرابت یا تعلق کے طور پر کیا جاتا ہے۔ تاہم لغوی اعتبار سے رشتہ داریوں کے متعلق وعدوں یا معاہدوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اِل سے مراد حلف ہے۔ جملہ الرَّجُلِ اِل کے معنی ہیں جابر یعنی وہ اسکا پڑوسی بن گیا۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۰ میں ارشادِ ربّانی ہے: لَا يَزِفُّونَ فِي مَوَاصِيٍّ اِلَّا وَلَا ذِقَةً وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ^(۷)

خلاصہ:

اقربوں: قریبی رشتہ دار جو وارثوں میں سے ہوں۔

نسب: جو والد کی طرف سے رشتہ دار ہوں

صہر: سسرالی رشتہ دار

الارحام: خوئی رشتہ دار جس میں زیادہ تر رشتہ دار شامل ہیں، جو ماں باپ دونوں کی طرف سے رشتہ دار ہوں۔

اِل: معاہدات یا عہد جو رشتہ دار یا پڑوسی سے کیا جائے۔

اسلام میں رشتہ داروں کی اہمیت: اسلام رشتہ داروں کے حقوق کو اہمیت دیتا ہے۔ رشتہ دار سے مراد ایک شخص کا وہ خاندان ہے جس میں اس کے والدین، بچے، شوہر یا بیوی کے علاوہ دوسرے رشتہ دار مثلاً بھائی بہن شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو پیدائش کے ساتھ ہی مختلف رشتوں میں باندھ دیا ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق کے سلسلے میں اسلام کے سخت قوانین ہیں۔ اسلام میں قطر رحمی کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۹۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ يَأْهُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ اِيْتَاءَ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ“ حکم کرتا ہے اللہ انصاف کرنے اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے، تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔“ (سورۃ النحل، آیت نمبر ۹۰) مندرجہ بالا آیت قرآن کریم کی جامع آیات میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ آیت اسلام کی تمام معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کے زمانے سے آج تک یہ روایت قائم ہے کہ جمعہ وعیدین کے خطبات کے آخر میں اس آیت کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اس آیت کے ذریعے تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ تین چیزوں سے رُک جانے کی تاکید کی گئی ہے۔ اول عدل کا حکم دیا گیا ہے۔ عدل سے مراد انصاف کرنا ہے گویا دوسرے کو اُس کا پورا پورا حق دیا جائے اور اپنا وصول کیا جائے نہ کم نہ زیادہ۔ اگر کوئی آپ کو تکلیف پہنچائے تو اتنی ہی مقدار میں آپ بھی اُسے تکلیف پہنچا سکتے ہیں، نہ کم نہ زیادہ۔ دوم احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ احسان یہ ہے کہ دوسرے کو اُس کے حق سے زیادہ دینا۔ یعنی اگر کوئی آپ کے ساتھ برائی کرے تو اُس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیا جائے۔ اور اپنے حق کے معاملے میں درگزر سے کام لیا جائے۔ تیسرا حکم جو اس آیت میں دیا گیا ہے وہ ایٹائی ذی القربى کا ہے۔ ایٹاء کے معنی ہیں اعطاء یعنی کوئی چیز دینے کے ہیں۔ اور لفظ

قربی کے معنی قربت اور رشتہ داری کے ہیں۔ اس لحاظ سے ایٹای ذی القربی کے معنی ہوئے رشتہ داروں کو کچھ دینا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا**۔ (الأحزاب ۶: ۴) اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جہاں تک نبی ﷺ رحمت کی بات ہے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کے تعلق کی معاملہ سب سے الگ ہے لیکن عام مسلمانوں کے درمیان آپس کے تعلقات اس اصول پر استوار ہوں گے کہ اقرباء کے حقوق ایک دوسرے پر دوسرے مسلمانوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ کوئی خیرات اس صورت میں درست نہیں ہے کہ آدمی اپنے اہل و عیال (مثلاً: ماں باپ، اولاد اور بھائی بہنوں) کی ضروریات تو پوری نہ کرے اور باہر خیرات کرتا پھرے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے قبل بھی آدمی کو پہلے اپنے غریب رشتہ داروں کی مدد کرنا ضروری ہے، اُس کے بعد وہ دوسرے مستحقین کو دے گا۔ اقرباء کے ساتھ صرف اسی صورت میں تعاون نہیں کیا جائے گا جب وہ برائی پر قائم ہوں اور اللہ کے بتائے ہوئے سیدھے رستے سے بھٹکے ہوئے ہوں ایسی صورت میں نہ صرف اُن کا انکار کیا جائے گا بلکہ اُنہیں نیکی کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جیسا کہ درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ منکروں اور کافروں سے رشتہ داری کی بنیاد پر تعلق استوار نہیں رکھا جائے گا۔ **لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ، أَوْ أَبْنَاءَهُمْ، أَوْ إِخْوَانَهُمْ، أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُوَدِّعُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ**، ”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔“ (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر ۲۲)

قانون وراثت اور الہامی مذاہب: وراثت کا قانون ہر قوم میں کسی نہ کسی صورت رائج رہا ہے تاہم وراثت کی تقسیم کا طریقہ کار کو ہر قوم نے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق مختلف شکل دی۔ بعض اقوام نے انسانی سوچ اور عقل کے مطابق اس قانون کو مرتب کیا، جبکہ بعض اقوام نے الہامی تعلیمات کے مطابق اس کی پیروی کی۔ یہودیت اور مسیحیت، اسلام کی طرح الہامی مذاہب ہیں لہذا ان مذاہب میں بھی وراثت کے قوانین کے لئے الہی احکامات کی پیروی کی جاتی ہے۔ یہ مذاہب عصر حاضر میں اپنی اصل صورت میں برقرار نہیں بلکہ گزرتے زمانے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات میں تحریفات اور انسانی قوانین کی آمیزش ہو چکی ہے۔

یہودیت میں میراث کا تصور: یہودیت وہ دین ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، یہ ایک عالمگیر اور دائمی دین نہیں تھا، چنانچہ اس مذہب میں موجود ضوابط بھی ایک خاص وقت کے لئے تھے، اور مزید برآں کہ عصر حاضر میں وہ اپنی اصل شکل میں موجود بھی نہیں کیونکہ اس میں بہت زیادہ تحریفات ہو چکی ہیں۔ موجودہ تورات کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ قانون وراثت قدرے تفصیل کے ساتھ سفر ”اعداد“ میں موجود ہے۔ اسرائیلی قانون وراثت کے مطابق بچوں کی وراثت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ حکم نازل کیا تھا:

“And to the children of Israel speak, and say ‘If a man dies and does not have a son, you shall pass his lot over to his daughter. If he does not have a daughter, you shall give his estate to his brothers. If he lacks brothers, you shall give his estate to his paternal uncle. If he lacks paternal uncles you shall give his estate to his closest of kin who shall inherit (his estate). This shall be the judicial law (of inheritance) as God commanded Moses”⁸

”اور بنی اسرائیل سے یہ بات کہو، اور کہو، ”اگر کوئی آدمی مر جائے اور اس کا بیٹا نہ ہو تو آپ اس کا حصہ اس کی بیٹی کے حوالے کر دیں۔ اگر اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے تو آپ کو اس کی جائیداد اس کے بھائیوں کو دینا چاہئے۔ اگر اس کے بھائی نہ ہوں تو آپ اس کی جائیداد اس کے چچا کو دے دیں۔ اگر اس کے چچا بھی نہ ہوں تو آپ اس کی جائیداد اس کے قریب ترین رشتہ دار کو دیں جو اسے (اس کی جائیداد) کا وارث ہوگا۔ یہ عدالتی قانون ہوگا (وراثت کا) جیسا کہ خدا نے موسیٰ کو حکم دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جب آدمی مر جاتا ہے، تو اس کی بیوی کو وراثت نہیں ملتی بلکہ اس کے بیٹے/بیٹیوں کو ملتی ہے۔ یہ صرف اس صورت میں بیٹیوں کو ملتی ہے جب کسی کے بیٹے نہ ہوں، ایسی صورت میں عدالت ہی ایسی بیٹیوں کو تلاش کرتی ہے تاکہ بیٹیوں کا حق انہیں دیا جاسکے۔ بظاہر تورات اس بات کا انکار کرتی ہے کہ لڑکوں کی صورت میں لڑکیوں کو وراثت دی جائے گو یا تورات مذکورہ صورت میں کنبہ کی خواتین کی وراثت کے حقوق کی پوری طرح سے نفی کرتی ہے اور یہ چیز ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں اس سے بالکل متضاد ہیں۔ اس الہی تورات قانون کے منصفانہ انصاف کے عناصر کا تجزیہ کرنے سے پہلے، وراثت کے مراحل پر ایک نظر ڈالیں جس کی وضاحت میمونائڈس نے کی ہے۔⁹

وراثت کے حقوق کے بارے میں، یہاں تین اصول ہیں۔ (۱) اگر مرد میراث میں سب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا بیٹا وراثت کا پہلا حقدار ہے۔ اگر اس کے بیٹے نہیں ہیں تو ترکہ (میراث) والد کے پاس چلا جاتا ہے۔ (۲) جو شخص وارث ہونے کا اہل ہے، اگر وہ خود زندہ ہے تو وہ خود ہی وارث ہوتا ہے، اگر وہ مر گیا ہے، تو ہم اس کے وارثوں میں وراثت کے حقدار کو تلاش کیا جاتا ہے۔ (۳) مرد عورت سے پہلے وراثت کا حقدار ہوتا ہے ایسی صورت میں جبکہ میت سے ان دونوں کا رشتہ برابر ہو۔ یہ تینوں اصول یہ طے کرنے کی بنیاد ہیں کہ کون وراثت میں ہے اور کون نہیں۔

عورت کی وراثت: کسی کی بیوی کے بارے میں جو اپنے شوہر کے وارث ہونے کا حقدار نہیں ہے، اس کی گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے: کہتے ہیں کہ ایک شخص بہت سارے قرض (کریڈٹ کارڈز، ذاتی قرضے، فیصلے، ڈیفالٹس، رہن) وغیرہ کے ساتھ مر جاتا ہے، جس کا ذمہ دار ہونا چاہئے۔ ان ذمہ داریوں کو طے کریں؟ کیا صرف یہ ہوگا کہ ان قرضوں کو اس کی بیوہ پر مسلط کیا جائے؟ کوئی یہ استدلال کر سکتا ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے اس کی دوبارہ شادی کرنے کی صلاحیت میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ اس تاویل کے پس منظر میں مردہ مرد کی بیوی پر اپنے شوہر کے کسی بھی قرض کی پابندی نہیں ہے۔ توریت میں درج احکامات سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل میں میراث کا تعلق صرف اہل نسب سے ہی تھا کیونکہ اس میں شروع سے آخر تک بیوی اور شوہر کا نام نہیں ہے۔ یہود کے قانون وراثت میں بیٹی کا درجہ پوتوں کے بعد آتا ہے، اگر کسی میت کا لڑکا نہ وہ تو وراثت پوتے کے لیے ہے، اور اگر پوتا بھی نہ ہو تو اس صورت میں وراثت لڑکی کی ہے۔¹⁰ پہلوٹھے کو دوا حصہ دینے کی ہدایت کتاب استثنیہ میں ملتی ہے: "اسے [باپ] کو پہلوٹھے کا اعتراف کرنا چاہئے۔۔۔ اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس میں دو گنا حصہ دے کیونکہ وہ [پہلوٹھا بیٹا] اس کی طاقت کا پہلا پھل ہے۔ پہلوٹھے کا حق اس کا ہے۔ عملی طور پر، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پانچ بیٹے ہیں تو، آپ نے پہلے میراث کو چھ حصوں میں تقسیم کیا، اور پہلوٹھے بیٹے کو دوا حصے ملتے ہیں جبکہ باقی سب کو ایک حصہ مل جاتا ہے۔¹¹ پہلوٹھا اتنا خاص کیوں بنتا ہے کہ اسے دوا حصہ مل جاتا ہے؟ بہت ساری اسرائیلی تفسیرات نے اس کی وضاحت پیش کی ہے، لیکن بالآخر حلچہ halacha آیت سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"All firsts are beloved by G-d." Just as there is the mitzvah that the first fruits are brought as an offering to G-d (*bikkurim*), as is the first of the flock (*bechor beheimah*), so does G-d have a special love for the firstborns, and they are given a double portion.¹²

"تمام اولین (پہلے نمبر کی چیزیں) خدا کو عزیز ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح یہ ہے کہ پہلا پھل خدا (بیکوریم) کے لئے بطور نذرانہ لایا جاتا ہے، جیسا کہ ریوڑ کا پہلا حصہ (*bechor beheimah*) ہے، اسی طرح خدا کو بھی پہلوٹھے سے خاص پیار ہے، اور اسے ایک دو گنا حصہ دیا جاتا ہے۔"

مسیحیت میں وراثت کی تقسیم کا طریقہ کار: عیسائیت شریعت موسوی ہی پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ بائبل میں عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے - "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہر گز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" یہاں واضح طور پر بائبل کا بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام توریت کو منسوخ کرنے نہیں آئے۔ لہذا بائبل کے گزشتہ حوالے کا اطلاق عیسائیت کے لئے بھی ہوگا۔ ورنہ عہد نامہ جدید میں وراثت کے حوالے سے زیادہ تفصیل موجود نہیں۔ اسی لئے ان کی موجودہ کتب و رسائل مذہبی میں میراث کی کوئی طویل بحث نہیں پائی جاتی۔ صرف چند مقامات پر لفظ وارث کے مشتقات پر گفتگو کی گئی ہے جو سب کی سب معنوی یا اخروی

میراث کے بارے میں صحیح ہے۔ پہلے تو عیسائیت کی اپنی وراثت کی روایات یہودیت سے مختلف نہیں تھیں۔ 306 میں شہنشاہ کانستینائن کے الحاق کے بعد، عیسائی پادریوں نے یہودیت سے دوری اختیار کرنا شروع کی اور سیکولر اداروں کے قانون اور طریق کار پر اثر ڈالنا شروع کیا۔ شروع سے ہی اس میں وراثت شامل تھی۔ گود لینے کا رومن عمل ایک خاص ہدف تھا، کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ عیسائیت کے یہودی عیسائی نظریے سے متضاد ہے۔ جیسا کہ اسٹیفنی کوونز نے، "میرج، ایک دستاویز"، (تاریخ، پیٹنگٹن، 2006) میں لکھا ہے کہ پائے جانے والی دستاویزات کے مطابق عیسائی مذہب کے اصول نہ صرف جانشینی بلکہ حقوق اور طریقوں کی پوری نشست میں شادی، اپنانے، قانونی حیثیت، ہم آہنگی، اور وراثت کو مغربی یورپ میں "گریگور و من ماڈل" اصولوں سے تبدیل کر دیا۔ قرون وسطیٰ میں بنیادی طور پر یہ تبدیلی مکمل تھی، اگرچہ انگریزی بولنے والے ممالک میں پروٹسٹنٹ ازم کے زیر اثر اضافی ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ جب یورپ سیکولر ہو گیا اور عیسائیت پس منظر میں ڈھل گئی، عیسائیت کی جو قانونی بنیاد رکھی گئی تھی وہ باقی ہے۔ خلاصہ کلام یہی ہے کہ نصرانیت بھی شریعت موسوی کی تکمیل ہے لیکن حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھالیے جانے کے بائیس سال بعد مسیحیت نے تورات کے تمام احکامات کو ختم کر کے نئے قوانین بنا لئے۔ اب اس میں رومی یا یونانی قانون کے تحت وراثت تقسیم ہوتی ہے۔

تقسیم میراث کے اسلامی احکام: میراث کے قانون کی پوری تفصیلات قرآن کریم نے خود بتائی ہیں، اور ذوی الفروض اور عصباء کے تمام حصوں کا تعین خود قرآن کریم نے کر دیا ہے، اور ان میں سے ہر ایک کا حصہ الگ الگ کر کے دیا ہے۔

ذوی الفروض: ذوی الفروض وہ لوگ ہیں جن کے لیے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع امت میں خاص خاص حصے مقرر کیے گئے ہیں۔

كُلُّ مَنْ كَانَ لَدُنْهُمْ مَقْدَرٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ فِي سُنَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ أَوْ بِالْإِجْمَاعِ¹³۔ ذوی الفروض وہ رشتہ دار کہلاتے ہیں جن کا قرآن کریم، سنت رسول اللہ ﷺ یا اجماع امت سے کوئی حصہ مقرر ہو۔ یہ کل بارہ ہیں، ان کی دو تقسیمات کی جاتی ہیں، پہلی سبب اور نسب کی بنیاد پر، اس تقسیم کے مطابق دو سببی ہیں: زوج و زوجہ۔ اور دس نسبی ہیں: تین مذکر: (۱) باپ، (۲) دادا، (۳) انخیانی بھائی۔ سات مؤنث: (۱) بیٹی، (۲) پوتی، (۳) حقیقی بہن، (۴) علاقائی بہن، (۵) انخیانی بہن، (۶) ماں اور (۷) جدہ۔ دوسری تقسیم (جو صنف کی بنیاد پر ہے) کے مطابق ذوی الفروض یعنی اصحاب حصص کی تعداد بارہ ہے، ان میں سے مردوں کے اندر چار اور عورتوں میں آٹھ ہیں: مردوں میں چار یہ ہیں: (۱) اب۔ (۲) جد۔ (۳) اُخ لائم۔ (۴) زوج۔

عورتوں میں آٹھ یہ ہیں: (۱) زوجہ۔ (۲) بنت۔ (۳) بنت الابن۔ (۴) اُخت لائب و اُم۔ (۵) اُخت لائب۔ (۶) اُخت لائم۔ (۷) اُم۔ (۸) جدہ صحیحہ۔ ان بارہ ذوی الفروض کو مختلف احوال اور مختلف صورتوں میں مختلف حصص ملتے ہیں اور احوال کے مختلف ہونے کی صورت میں ان حصوں میں بھی فرق آ جاتا ہے، اور اس کی تفصیل خود قرآن و حدیث کے اندر پیش کی گئی ہے۔

عصباء کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

لعوی تعریف: عصبات ”عصبہ“ کی جمع مؤنث سالم ہے، اور لغت میں اس کا معنی ”کسی چیز کا احاطہ کرنے“ کے آتے ہیں، چنانچہ عربوں کے محاورے میں کہا جاتا ہے ”عَصَبَ الْقَوْمِ بِلَانٍ“ لوگوں نے فلاں شخص کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اور چونکہ عصبات بھی میت کو چاروں جانب سے گھیر لیتے ہیں چنانچہ نیچے کی جانب بیٹا پوتا وغیرہ، اوپر کی جانب والد اور دادا وغیرہ، اطراف اور جوانب میں بھائی اور چچا، گویا میت ان سب عصبات کے درمیان گھری ہوئی ہوتی ہے، اس لئے ان کو عصبات کہا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: كُلُّ مَنْ لَيْسَ لَهُ سَهْمٌ مُقَدَّرٌ يُأْخُذُ مَا بَقِيَ مِنْ سَهْمِ ذَوِي الْفُرُوضِ وَإِذَا انْفَرَدَ أَخَذَ جَمِيعَ الْمَالِ۔ ہر وہ رشتہ دار جس کا شریعت میں کوئی مقررہ حصہ نہ ہو اور ذوی الفروض کے ساتھ آنے کی صورت میں ذوی الفروض کا باقی ماندہ مال حاصل کرے اور اکیلے ہونے کی صورت میں جمع مال کا مستحق ہو۔¹⁴

ذوی الارحام کے لغوی معنی: ارحام یہ رحم کی جمع ہے اور رحم کا مطلب عورت کی بچہ دانی ہے۔ عام مفہوم میں ہر اس شخص کو رحمی رشتہ دار کہا جاتا ہے جو رحم کے واسطے سے رشتہ میں جڑتا ہو۔

اصطلاحی معنی: فرائض کی اصطلاح میں ذوی الارحام سے مراد میت کے صرف وہ رحمی رشتہ دار ہیں جو نہ اصحاب الفروض میں سے ہوں اور نہ عصبہ میں سے ہوں۔ ”كُلُّ قَرِيبٍ لَيْسَ بِذِي سَهْمٍ وَلَا عَصَبَةٍ وَهُمْ كَالْعَصَبَاتِ مَنْ انْفَرَدَ مِنْهُمْ أَخَذَ جَمِيعَ الْمَالِ“ ذوی الارحام ہر اُس رشتہ دار کو کہتے ہیں جس کا کوئی حصہ مقرر نہ ہو اور وہ عصبہ بھی نہ ہو، لیکن عصبیات کی طرح اکیلے ہونے کی صورت میں جمع مال کا مستحق قرار پائے۔¹⁵ اسلام سے قبل اہل عرب میں وراثت کی تقسیم کے لئے درج ذیل طریقہ اختیار کئے جاتے تھے۔

- (1) نسب: نسب سے مراد صرف بیٹے اور مرد تھے۔ اس میں عورتیں اور بچے وراثت سے محروم رہیں گے۔
- (2) متبنی: اس سے مراد منہ بولا بیٹا ہے۔ اگر میت کا کوئی منہ بولا بیٹا نہ ہوتا تو وہ وارث قرار پاتا۔
- (3) عہد و پیمان: دو انسان باہمی اتفاق سے یہ طے کر لیں کہ زندگی بھر ایک دوسرے ذمہ دار اور مرنے کے بعد ایک دوسرے کے رازدار اور وارث ہوں گے۔

اسلام نے میراث کے رائج غیر فطری اور ظالمانہ تفریقات پر مبنی نظام کی مذمت کی اور اسے باطل قرار دیا جس میں ایک جانب عورت مرد اور دوسری جانب چھوٹے اور بڑے کے درمیان غیر منصفانہ روش اپنائی گئی تھی۔ اسلام کا قانون وراثت تین بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے۔ اور وہ اس طرح ہیں: (۱) نسب: اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ یعنی ہر قسم کا تعلق جو تولد کے ذریعے دو اشخاص کے درمیان مختلف سطحوں میں ظاہر ہو۔ چاہے مرد و عورت ہوں یا چھوٹے بڑے۔ (۲) سبب: ایسے روابط جو شادی کے ذریعے مختلف افراد کے درمیان پیدا ہو جائیں۔ (۳) ولا: اس سے مراد ایسے روابط ہیں جو نسبی یا سببی رشتہ داری کے علاوہ دو اشخاص میں پیدا ہوں مثلاً عتق یعنی اگر کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کر دیتا

ہے اور مرنے کے بعد غلام اپنا کوئی نسبی یا سببی رشتہ دار نہیں چھوڑتا تو اس غلام کا مال آزاد کرنے والے کو مل جائے گا۔ اور یہ خود غلام آزاد کرنے کی ایک اجر اور ترغیب ہے۔ اسی طرح ولا ضمان جریرہ ہے یہ ایک خاص معاہدہ جو افراد کے درمیان ان کی خواہش اور ارادے سے قائم ہو جاتا تھا اور طرفین یہ امر اپنے ذمہ لیتے تھے کہ وہ مختلف مواقع پر ایک دوسرے کا دفاع کریں گے اور مرنے کے بعد (جبکہ ان کے درمیان کسی قسم کی نسبی یا سببی رشتہ داری بھی نہ ہو) ایک دوسرے کی میراث کے حقدار ہوں گے۔

اسی طرح ولا امامت ہے یعنی اگر کوئی شخص دنیا سے چل بسے اور اپنے بعد کسی قسم کا نسبی یا سببی رشتہ دار نہ چھوڑے تو اس کی میراث امام کو یا دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کے بیت المال کو ملے گی۔ البتہ مندرجہ بالا طبقات کیلئے شرطیں اور احکام ہیں کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

تقسیم میراث کے اسلامی فلسفہ کی بنیادیں: تقسیم میراث کے احکام شریعہ کا فلسفہ تین بنیادی اصولوں پر مبنی ہے:

۱۔ **قربابت** یعنی رشتہ دار: پہلا حق قریبی رشتہ داروں کا ہے، تو میت کے قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار محروم ہوں گے۔ یعنی میت کے وہ رشتہ دار سب سے پہلے حقدار ہوں گے جن کے اور میت کے درمیان کوئی اور رشتہ دار حجاب (حائل) نہ ہو۔

۲۔ **ضرورت:** یعنی اللہ نے میراث کے حصے حسب ضرورت مقرر کئے ہیں تو لڑکوں کی ضرورت زیادہ ہے۔ اسلئے کہ لڑکیوں کا خرچہ والدین کی ذمہ داری ہے اور ان پر کمانا لازم نہیں ہے اور شادی کے بعد شوہر پر نفقہ لازم ہے۔ اسی طرح عورت والد اور شوہر دونوں سے حصہ لیتی ہے اور نان نفقہ کی ذمہ داری اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی طرح میت کی اولاد کی ضرورتیں اس کے والدین سے زیادہ ہوتی ہیں اس لئے میراث میں ان کا حصہ زیادہ مقرر ہوا۔

۳۔ **تقسیم دولت:** اسلام نے تقسیم دولت کا ایسا انتظام مقرر کیا ہے کہ دولت خاندانوں میں منصفانہ تقسیم ہو جائے اور چند ایک ہاتھوں میں جمع نہ رہے۔ یعنی ارتکاز دولت نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: **يَكُنْ لَا يَكُونُ دُولًا بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ وَمِنْكُمْ**¹⁶ ”تاکہ وہ (مال) تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔ اسی غرض کے لئے تقسیم میراث کا قانون دیا۔“ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”یہ قرآن مجید کی اہم ترین اصولی آیات میں سے ہے، جس میں اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسی کا یہ بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش پورے معاشرے میں عام ہونی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ مال صرف مالداروں ہی میں گھومتا رہے، یا امیر روز بروز امیر تر اور غریب روز بروز غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ قرآن مجید میں اس پالیسی کو صرف بیان کرنے پر اکتفاء نہیں کیا گیا ہے بلکہ اسی مقصد کے لئے سود حرام کیا گیا ہے، زکوٰۃ فرض کی گئی ہے، اموال غنیمت میں سے خمس نکالنے کا حکم دیا گیا ہے، صدقات نافلہ کی جگہ جگہ تلقین کی گئی ہے، مختلف قسم کے کفاروں کی ایسی صورتیں تجویز کی گئی ہیں، جن سے دولت کے بہاؤ کا رخ معاشرے کے غریب

طبقات کی طرف پھیر دیا جائے، میراث کا ایسا قانون بنایا گیا ہے کہ ہر مرنے والے کی چھوڑی ہوئی دولت زیادہ سے زیادہ وسیع دائرے میں پھیل جائے، اخلاقی حیثیت سے بخل کو سخت قابل مذمت اور فیاضی کو بہترین صفت قرار دیا گیا ہے، خوشحال طبقوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اُن کے مال میں سائل اور محروم کا حق ہے، جسے خیرات نہیں بلکہ اُن کا حق سمجھ کر ہی ادا کرنا چاہئے، اور اسلامی حکومت کی آمدنی کے ایک بہت بڑے ذریعہ، یعنی فے کے متعلق یہ قانون مقرر کر دیا گیا ہے، کہ اس کا ایک حصہ لازماً معاشرے کے غریب طبقات کو سہارا دینے کے لئے صرف کیا جائے۔“¹⁷

حرف آخر: بلاشبہ اسلام کے قانون وراثت میں کوئی سُقم اور کمی موجود نہیں، وہ وراثت کے تمام مسائل کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اس قانون کے ذریعے اقرباء اور اولوالارحام کے مراتب بیان کرتے ہوئے اُن کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔

حوالہ جات

- (1) الحاج مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ، فیروز اللغات، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، صفحہ 139 -
Alhaaj Molvi Ferozuddin RA, Feroz Ul Lughaat, Ferozesons (pvt) Ltd Lhr, Page 139.
(2) الحاج مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ، فیروز اللغات، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، صفحہ 139 -
Alhaaj Molvi Ferozuddin RA, Feroz Ul Lughaat, Ferozesons (pvt) Ltd Lhr, Page 139.

(3) سورۃ النساء، ۷

Sural Al-Nisa Verse 7

(4) سورۃ المومنون، ۱۰۱

Surah Al-Mominoon Verse 101

(5) سورۃ الفرقان، ۵۴

Surah Al- Furqan Verse 54

(6) سورۃ الانفال، ۷۵

Surah Al Anfaal Verse 75

(7) سورۃ التوبہ، ۱۰

Surah Al-Tauba verse 10

⁸B' midbar 27; 8

(اس کے عبرانی الفاظ یہ ہیں: וְאֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל הַדְּבָר לְאִמֶּר אִישׁ כִּי יָמוּת וּבֶן אִין לוֹ וְהַעֲבַדְתֶּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְבָתוֹ. וְאִם אִין לוֹ בֵּת וְנִמְתָּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְאֶחָיו. וְאִם אִין לוֹ אֶחָיִם וְנִמְתָּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְאֶחָי אֶבְיוֹ. וְאִם אִין אֶחָיִם לְאֶבְיוֹ וְנִמְתָּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְשָׂאֵר הַקָּרֵב אֶלָּא מִשְׁפָּחָתוֹ וְרֵשׁ אֶתָּה וְהִיתָה לְבְנֵי יִשְׂרָאֵל לְחֶקֶת מִשְׁפָּחָתוֹ כְּאִשֶּׁר צִוָּה ה' אֶת מֹשֶׁה)

Mishna commentary, Bava Bathra 8:2, 9

¹⁰کر سٹن سین، آر تھر، پروفیسر، ایران بعد ساسانیان، مترجم، ڈاکٹر محمد اقبال، انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی، ۱۹۴۱ء، ص: ۴۳۲

Christine Sen, Arther, Iran Ba-Ehad Sasaniaan, translated by Dr. Muhammad Iqbal, Anjuman Taraqqi Urdu (hind) Dehli, 1941, page 432

See Shulchan Aruch, Choshen Mishpat 278:1. ¹¹

Abarbanel, [Deuteronomy 21:15](#). ¹²

¹³ فتاویٰ عالمگیری، مترجم مولانا سید امیر علی، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور: 443/6

Fatawa Aalamgiri, Translated By Molana Syed Ameer Ali, Maktaba Rehmania Urdu Bazaar Lahore 443/6

عالمگیری: 451/6¹⁴

Aalamgiri 451/6

عالمگیری: 458/6¹⁵

Aalamgiri 458/6

الحشر آیت 6،¹⁶

Surah Al-Hashar Verse 6

¹⁷ مودودی، مولانا سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ایڈیشن پنجم، ج 5، ص 243

Modoodi, Molana syed Abu al Aala, Tafheemul Quran. Idara tarjuman ul Quran Lahore, edition 15 Page 243

(¹) الحاج مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ، فیروز اللغات، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، صفحہ 139

(²) الحاج مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ، فیروز اللغات، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، صفحہ 139۔

(3) سورۃ النساء، ۷

(4) سورۃ المؤمنون، ۱۰۱

(5) سورۃ الفرقان، ۵۴

(6) سورۃ الانفال، ۷۵

(7) سورۃ التوبہ، ۱۰

⁸ B'midbar 27:8

(اس کے عبرانی الفاظ یہ ہیں: וְאֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל תְּדַבֵּר לֵאמֹר אִישׁ כִּי יָמוּת וּבֶן אִין לוֹ וְהַעֲבַרְתֶּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְבָתוֹ. וְאִם אִין לוֹ בֵּת וְנִמְתָּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְאֶחָיו. וְאִם אִין לוֹ אֶחָיִם וְנִמְתָּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְאֶחָי אָבִיו. וְאִם אִין אֶחָיִם לְאָבִיו וְנִמְתָּם אֶת נַחֲלָתוֹ לְשָׂאֲרוֹ הַקָּרֵב אֵלָיו מִמִּשְׁפַּחְתּוֹ וְיָרַשׁ אֹתָהּ וְהָיְתָה לְבְנֵי יִשְׂרָאֵל לְחֶקֶת מִשְׁפָּט כְּאֲשֶׁר צֻוְּהָ ה' אֶת מֹשֶׁה)

⁹ Mishna commentary, Bava Bathra 8:2,

¹⁰ کرشن سین، آر تھر، پروفیسر، ایران بعد ساسانیان، مترجم، ڈاکٹر محمد اقبال، انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی، ۱۹۴۱ء، ص: ۴۳۲

¹¹ See Shul Chan Aruch, Choshen Mishpat 278:1.

¹² Abarbanel, [Deuteronomy 21:15](#).

¹³ عالمگیری: 443/6

¹⁴ عالمگیری: 451/6

¹⁵ عالمگیری: 458/6

¹⁶ الحشر، ۶

¹⁷ مودودی، مولانا سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ایڈیشن پنجم، ج 5، ص: 243



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](#).